**ڈاکٹر اشفاق احمد آشفتہ**
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ ڈگری کالج شیروان، ایبٹ آباد۔
**سمیقہ وحید**
لیکچرار۔ شعبہ اردو، گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج مانسہرہ۔
**روبینہ گل**
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج نمبر ۱ مانسہرہ۔

# غالب اور اقبال۔ شخصی مماثلت

**Dr. Ashfaq Ahmad Ashufta**
Associate Professor, Department of Urdu, Government Degree College Sherwan, Abbottabad.
**Sameeqa Waheed**
Lecturer, Department of Urdu, Govt Girls Degree College No 2 Mansehra.
**Rubina Gul**
Assistant Professor, Department of Urdu, Govt Girls Degree College No 1 Mansehra.

# Personal Similarities between Ghalib and Iqbal

Ghalib and Iqbal are two universal poets of Urdu due to their intellectual and revolutionary style. Whose uniqueness is stamped? There is a long series of research, criticism and praise related to the personality and art of both. Both are poets of thoughts and values. Both gave four moons to Urdu poetry. Iqbal paid tribute to Ghalib in his poem Mirza Ghalib (published in 1091 AD). In this poem, the way Ghalib's intellectual and artistic perfection was felt on a universal level is a definite proof of Iqbal's mental closeness and devotion to Ghalib.

**Keywords:** *Intellectual, modern, style, universal, analogy, temporal, spatial, philosophical, summary.*

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)


غالب اور اقبال کی مماثلت بارے ،سب سے پہلے شیخ عبدالقادر (ایڈیٹر مخزن ،لاہور) نے بانگِ درا(۱۹۲۴ء) کے دیباچہ میں واضح اشارہ کرتے ہوئے لکھا۔

" کسے خبر تھی کہ غالب مرحوم کے بعد ہندوستان میں بھی کوئی ایسا شخص پیدا ہو گا جو اُردو شاعری میں ایک نئی روح پھونک دے گا اور جس کی بدولت غالب کا بے نظیر تخیل اور نرالا اندازِ بیان پھر وجود میں آئیں گے اور اُردو ادب کے فروغ کا باعث ہوں گے۔۔۔غالب اور اقبال میں بہت سی باتیں مشترک ہیں۔اگر میں تناسخ کا قائل ہوتا تو ضرور کہتا کہ مرزا اسد اللہ خان غالب کو اردو اور فارسی کی شاعری سے جو عشق تھا۔اس نے اس کی روح کو عدم میں جا کر بھی چین نہ لینے دیا اور مجبور کیا کہ وہ پھر کسی جسدِ خاکی میں جلوہ افروز ہو کر شاعری کے چمن کی آبیاری کرے اور اس نے پنجاب کے ایک الگ گوشہ میں جسے سیالکوٹ کہتے ہیں،دوبارہ جنم لیا اور اقبال نام پایا۔" (۱)

زمانی و مکانی بُعد کے باوجود،غالب اور اقبال میں مسابقت اور مماثلت فطرت کا حسین امتزاج ہے۔ دونوں اردو،فارسی کے مایہ ناز شاعر ہیں۔دونوں اپنے اسلوب کے مبتدی اور منتہی ہیں۔غالب اور اقبال میں حیرت انگیز ہم آہنگی اور یکسانیت پائی جاتی ہے۔بلا کے حاضر دماغ اور حاضر جواب واقع ہوئے ہیں۔دونوں کسی تحریک یا دبستان سے وابستہ نہیں رہے۔اپنی اپنی ذات میں انجمن اور شعلہ جوالہ بن کر اُبھرے۔دونوں کا تعلق سر زمین ہند سے ہے۔ان دو مایہ ناز شعرا پر ہندوستان اور پاکستان میں سب سے زیادہ لکھا گیا۔یہ قدرِ مشترک فقط برصغیر کے ان ہی دو سپوتوں میں پائی جاتی ہے۔غالب اور اقبال میں سفر کلکتہ اور سفر یورپ انقلابی حیثیت رکھتے ہیں۔دونوں کا سفر اور حضر، تقریباً تین سال پر محیط ہے۔دونوں اپنے خیالات و نظریات کی فراوانی کو روانی کے ساتھ بیان کرنے کے لے ان اسفار کے بعد باقاعدہ فارسی شعر گوئی کی طرف متوجہ ہوئے۔دونوں عظیم شاعروں کی فکری ہم آہنگی اس مقام پر یک جان دو قالب کی حیثیت رکھتی ہے۔زمانی اور مکانی بُعد کے باوجود یہ ذہنی و قلبی قربت قدرت کا کرشمہ نہیں تو کیا ہے۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ دونوں باقاعدہ طور پر فارسی غزل گوئی اور شعر گوئی کی طرف عمرِ عزیز کے ۳۰ سال بعد متوجہ ہوتے ہیں۔بقول حمید احمد خان :

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)


" غالب اور اقبال کی شخصیتوں کے باہمی فرق کے باوجود یہ عجیب اتفاق ہے کہ دونوں نے ایک ہی قسم کے اسباب علی الترتیب تیس چالیس برس کی عمر میں اُردو سے علیحدہ ہو کر فارسی گوئی کو اپنا شاعرانہ دستور بنالیا۔" (۲)

دونوں کو اپنی فارسی شعر گوئی پر اُردو شعر گوئی سے کہیں زیادہ فخر ہے۔ فارسی شناسوں کا بھی یہی کہنا ہے کہ غالب و اقبال کے فکر و فن کا حقیقی رنگ فارسی شعر و ادب میں کھلتا ہے۔ غالب اور اقبال اپنے وقتوں کے اکابرین اور معاصرین کے معترف رہے۔ دوسروں کی عظمت تسلیم کرنے اور اعتراف کرنے میں کبھی بخل نہیں برتا۔ غالب نے جابہ جامیر، بیدل، ظہوری، نظیری، عرفی اور دیگر شعرا کی حکیمانہ بصیرت اور فنی کمالات کا برملا اظہار کیا۔ اس میدان میں اقبال بہت آگے ہیں۔ بانگِ درا میں شامل نظمیں مرزا غالب، داغ، شبلی و حالی اور دیگر، اس بات کے بیّن ثبوت ہے ں کہ اقبال نہ صرف مسلم بلکہ غیر مسلم ادیبوں کے حد درجہ معترف ہیں۔ یہ شخصی قرب، دونوں کی عظمت اور اعلیٰ ظرفی کی واضح دلیل ہے۔

یادگارِ غالب میں حالی نے غالب کو حیوانِ ناطق کی بہ جائے حیوانِ ظریف کہا۔ غالب کی حسِ لطافت کمال کی تھی۔ ایک دفعہ رات گئے غالب کے دوست سردار مرزا جانے لگے تو غالب شمع دان لے لے فرش کے کنارے تک آئے۔ سردار مرزا نے کہا قبلہ و کعبہ آپ نے کیوں تکلیف فرمائی، میں اپنا جوتا خود پہن لیتا۔ غالب بولے" میں آپ کو جوتا دکھانے کو شمع دان نہیں لایا، بلکہ اس لے لے لایا کہ کہیں آپ میرا جوتا نہ پہن جائیں "۔

طبع اقبال بھی حسنِ لطیف سے مملو تھی۔ خشک فلسفیانہ گفتگو کو بھی لطافت سے دلچسپ بنا لیتے۔ ان کے دوست سر شہاب الدین سے متعلق علامہ کے لطیفے اور چٹکلے ادبی حیثیت رکھتے ہیں۔ ۸۲۹۱ء میں دونوں لیجسلیٹو کونسل کے ممبر منتخب ہوئے۔ سر شہاب الدین کا رنگ سیاہ تھا۔ ایک دفعہ وہ سیاہ سوٹ پہن کر اسمبلی میں تشریف لے آئے۔ اقبال نے انہیں دیکھا اور ہنس کر فرمایا' چودھری صاحب! آج تو آپ ننگے ہی چلے آئے"۔

اپنے وقتوں میں ستایش اور صلے کی تمنا سے بے نیاز اس لے لے ہیں کہ دونوں کو اپنی فکری ثمر مندی کا ادراک تھا۔ دونوں بلند پایہ خود شناس واقع ہوئے۔ بڑے لوگوں کو اپنی ناقدریِ زمانہ کا ہمیشہ گلہ رہا ہے۔ اقبال اپنی قدر ناشناسی کا ذکر کرتے ہوئے گوئٹے سے ہم کلام ہیں۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)


"میں بھی تمھاری طرح مفکر اور صاحبِ بصیرت اور وجدان کا شاعر ہوں۔ فرق ہے تو صرف اتنا کہ میں ایک مردہ قوم میں پیدا ہوا جو میری قدر شناس نہیں، اور تونے ایک زندہ قوم میں جنم لیا۔" (۳)

بالکل اسی سے ملتا جلتا اظہار غالب کا ملاحظہ کیجیے:

"کمالاتِ فن سے نوازنے والے مالک نے کیسے اعلیٰ خیالات اور معنویت کے دروازے مجھ پر کھول دے ہیں اور میرے فکر و خیال کی کرسی کو معرفت و آگہی کی کسی بلندی پر جگہ دی ہے وہ بیان نہیں کر سکتا۔ افسوس تو یہ ہے کہ میرے دور کے لوگوں نے میری شاعرانہ خوبیوں کو نہیں پہچانا۔ ایسے لوگوں کی کج فہمی اور کوتاہ نظری سے میرا دل جل رہا ہے۔" (۴)

درج بالا دونوں عبارتیں مختلف زمانوں اور مختلف ذہنوں کی ہیں۔ لیکن دونوں میں ایک جیسی صورتِ حال، معنوی اور موضوعاتی اعتبار سے یکسانیت ہے، جو غالب و اقبال کی شخصی مماثلت کی غماز ہے۔ آم پھلوں کا بادشاہ کہلاتا ہے۔ فی زمانہ اس پھل کو بہت پسند کیا گیا ہے۔ غالب اور اقبال دونوں آموں کے کچھ زیادہ ہی رسیار ہے، وہ بڑی رغبت اور چاؤ سے آم کھاتے تھے۔ دونوں کے خطوط میں آموں کی فرمائش اور پسندیدگی کا ذکر ہوا ہے۔ گو کہ دونوں نے مختلف ادوار میں پرورش پائی۔ لیکن ان کی طبائع میں حیرت انگیز طور پر مماثلت پائی جاتی ہے۔ ان کی حیات مختلف دھاروں سے گزرتی ہوئی، مختلف مراحل و منازل طے کرتی ہے۔ تاہم اجمالی طور پر جب ان کی شخصیت اور فن کا تجزیہ کیا جاتا ہے تو زبردست قسم کی قدر مشترک سامنے آتی ہے۔ غالب اگر "ہر کس کہ شد بالغ نظر دینِ بزرگاں خوش نہ کرد" کے قائل تھے۔ تو اقبال بھی "جوانوں کو پیروں کا استاد کر" کے خواہش مند تھے۔ غالب انیسویں صدی کے نمائندہ شاعر ہیں تو اقبال بیسویں صدی کے۔ دونوں کو اُردو اور فارسی شاعری وہ مقام حاصل ہے، جو ہند کے کسی دوسرے شاعر کو نہیں۔ دونوں شخصی اور فکری اعتبار سے برصغیر کے افق پر مہتاب و آفتاب بن کر ابھرے۔ اس حسین شخصی و شعری امتزاج کو قدرت کا عجوبہ کہیں یا اتفاق۔ تاہم انیسویں اور بیسویں صدی کے باوجود غالب اور اقبال کی ہمہ جہت شخصیت کے قرب سے انکار ممکن نہیں۔ آخر میں دونوں کی شخصیت کی قدرِ مشترکہ کی جھلک ان دو اشعار میں ملاحظہ ہو:

جب تک دہانِ زخم نہ پیدا کرے
مشکل کہ تجھ سے راہِ سخن وا کرے کوئی (غالب)

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدہِ دل وا کرے کوئی (اقبال)

## حوالہ جات


۱۔ علامہ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال، اقبال اکادمی، لاہور، ۴۰۰۲ء، ص ۶۴

۲۔ ڈاکٹر عقیل احمد، جہاتِ غالب، ص۔ ۰۶۲

۳۔ علامہ محمد اقبال، پیامِ مشرق، کے تمہیدی اشعار

۴۔ اخلاق حسین عارف، غالب اور فنِ تنقید، غالب اکیڈمی، نئی دہلی، ۷۷۹۱ء، ص، ۵۱، ۶۱